© rasailojaraid.com

مولانا عبد اللہ عباس ندوی

زندگی بھی خوش گوار' موت بھی شاندار

(طاب حیّاً و طاب میتا)

وہ واقعہ جس کو ایک نہ ایک دن آنا ہی تھا وہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو پیش آگیا۔ یعنی حضرت مخدوم و مربی مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی نے وفات پائی۔

اللهم قدس روحه واكرم مثواه

يانفس أجملي جزعا فإنك ماتحذرين قدوقعا

اے نفس شورش غم پر قابو رکھ' جس بات کا تجھے ڈر تھا وہ بات پیش آگئی۔

خلود' ہمیشگی کی زندگی' آخرت کے لئے ہے' عالم ناسوت کے لئے فنا مقدر ہے۔

بہ گیتی گر کسے پائندہ بودے ابو القاسم محمدؐ زندہ بودے

کسی کی موت پر اظہار غم کوئی نئی بات نہیں ہے' اسکے سینکڑوں اور ہزاروں انداز بیان ہیں' نظم و نثر دونوں میں یہ صنف ادب مشہور ہے' لیکن ہر طرح کے مبالغوں سے پاک' انتہائی حقیقت پسندانہ سادہ اور سچا دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا' بے تصنع' اور سخن سازی سے مبرا جملہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جملہ ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی وفات کے بعد آپکے جسد اطہر کے پاس تشریف لائے' جبین مبارک کو چوما اور کہا" طبت حيا و طبت ميتا" آپ کی زندگی پاکیزہ اور اچھی رہی اور آپکی موت بھی پاکیزہ اور اچھی رہی۔ آج رسول کریم ﷺ کے ایک امتی' اللہ کے بندہ بے نو ابو الحسن علی پر یہی جملہ ہر طرح صادق نظر آتا ہے۔ آج وہ اللہ کے لطف و کرم کے محتاج' اس کی مغفرت کے طلبگار' اسکی رحمتوں کے امیدوار ایک جسد خاکی میں' حضرت مولانا' سیدنا مرشدنا اور اسی قافیہ و ترکیبؔ کے سینکڑوں الفاظ نام کے پہلے اور نام کے بعد لکھے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ سب دنیاوی زندگی کے القاب تھے' آخرت کا لقب صرف وہی ہے جس میں عبدیت کا اظہار ہو۔

بات کہی تھی [illegible] کو تھی وہ سرور کائنات اور فخر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موجودات تھے، مثال و تشبیہ تعریف و تشخص میں نہیں دی جا رہی ہے۔ ہاں اس نور کی ایک شمع، اس سمندر کا ایک قطرہ ایک بندہ خدا اور رسول پاک ﷺ کے متبع سنت فرد پر صادق آرہا ہے۔

طاب حیا............ زندگی کامیاب، بلند اقبال رہی، مقبولیت عند اللہ کا تاج زریں آخری سانس تک سر پر رہا، مقبولیت و نورانیت ایسی جو عہد قریب میں کہئے یا اس صدی میں اس درجہ وسیع پیمانے پر شاید ہی کسی کو حاصل ہوئی ہے۔

ایک فقیر بے نوا، بے تاج و گھر نے بادشاہی کی، دلوں پر حکومت کی، ملک سے باہر صرف عرب کے کسی ایک خاص حصہ میں نہیں بلکہ تمام عرب ممالک میں، مشرق قریب، اوسط اور بعید کے ہر خطے میں، وہ دینی کتابوں کا مصنف جس کی کتابیں پڑھنا علم و ثقافت کی دلیل ہو اور جس سے ناواقفیت جہل و نادانی کی علامت ہو، جو بغیر کسی فکر و فن اور بغیر سیاسی قلابازیوں، انجمن سازیوں کے، پارٹیوں اور جماعتوں پر بھاری ہو، جس کے ایک بول سے "اوراقِ حکومت پر شکن" آجاتی ہو، جو زندگی بھر کسی گورنر یا صدر حکومت کی، یا وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کی کوٹھیوں کا چکر لگاتا ہوا نہ دیکھا گیا، بلکہ خود حکمران ہی، اپنی حکمرانی کے زمانے میں بھی اور حکمرانی ختم ہونے کے بعد بھی اس کے در پر آئے ہوں، جو بادشاہوں اور جمہوریتوں کے صدروں سے نہ ملنے سے ڈرا ہو، اور نہ ڈر کربات کی ہو ایک ہی وقت میں متعدد آل انڈیا اور آل ورلڈ جماعتوں کا صدر ہو، مگر اپنے بوریہ فقر سے ایک انچ ٹلا نہ ہو، جس کو اگر کسی غیر مسلم نے دیکھا تو بر ملا کہا "یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا" اور مسلمان نے دیکھا تو اسکی عقیدت و محبت کا دم بھر تا رہا۔ جس نے کسی بڑی سی بڑی کانفرنس یا بڑے بڑے مہمان کی خاطر اپنے معمولات ورد و ظائف میں ایک لمحہ کی تقدیم و تاخیر نہ کی ہو۔ غیرت دینی اور حب نبوی میں جس نے وقت کے کسی بڑے سے بڑے جابر حکمران کی پرواہ نہ کی ہو۔ "طاب حیا" کی اس سے زیادہ روشن، واضح بے داغ تصویر اس عہد میں نمایاں دیکھی گئی ہے؟

فرمودہ صدیقی کا دوسرا جملہ "طاب میتا" اور دعائے ماثورہ "اللھم بارک فی الموت و ما بعد الموت" کی قبولیت بھی دنیا نے دیکھ لی۔ رمضان المبارک کا مہینہ، فالج زدہ اور کمزور جسم کے ساتھ تمام روزے پورے کئے، ایک وقت کی فرض نماز کیا سنت و مستحب بھی فوت نہیں ہوئی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تلاوت و اوراد میں کوئی لحہ بھر کا فرق نہیں آیا' شدید علالت میں بھی جس کی جماعت نہ چھوٹی ہو' جمعہ کا دن اور جمعہ کے تمام آداب مسنونہ' حجامت' غسل وضوسے آراستہ' معمول کے مطابق مسجد جانے کیلئے تیار' تلاوت کے دوران جب سورۃ یٰسین کی گیارہویں آیت" فبشره بمغفرة أجر كريم" پر آخری سانس لی ہو"" طاب میتا" کی اس سے اچھی تفسیر کس نے دیکھی اور پڑھی ہے۔

حرم بیت اللہ اور حرم نبوی شریف کے مئذنہ (اذان دینے کی جگہ) سے یہ آوازیں بلند ہوتی ہیں' الصلوة على الميت الغائب' على سماحة السيد ابی الحسن علی الحسنی الندوی' اس نماز میں خادم الحرمین الشریفین اور انکے وزراء و حکام شریک تھے، تو دوسری طرف اللہ کے وہ اشعث واغبر (پراگندہ حال پراگندہ مال) بندے بھی تھے جو ہزاروں میل کی مسافتیں طے کر کے حرمین میں ستائیسویں شب گزارنے آئے تھے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کسی جنازے کی نماز پڑھا رہے تھے صلاۃ جنازہ کی دعاء کے الفاظ سن کر صف بستہ نمازیوں میں ایک صحابی نے کہا" لیتنی کنت المیت" کاش میں ہی میت ہوتا اور میری نماز جنازہ ہوتی۔ امت اسلامیہ میں آج بھی ایسے ہزاروں نفوس ہیں جن کے دل میں یہ بات آئی ہوگی جب ایک ہندی المولود قصباتی مسلمان کیلئے مسجد حرم میں بیس لاکھ اور مسجد نبوی میں ۸ لاکھ مسلمان زائر جنازہ غائبانہ پڑھ رہے تھے۔

اس غم کی کہانی میں یہ شادمانی تابناک روشنی ہے!!

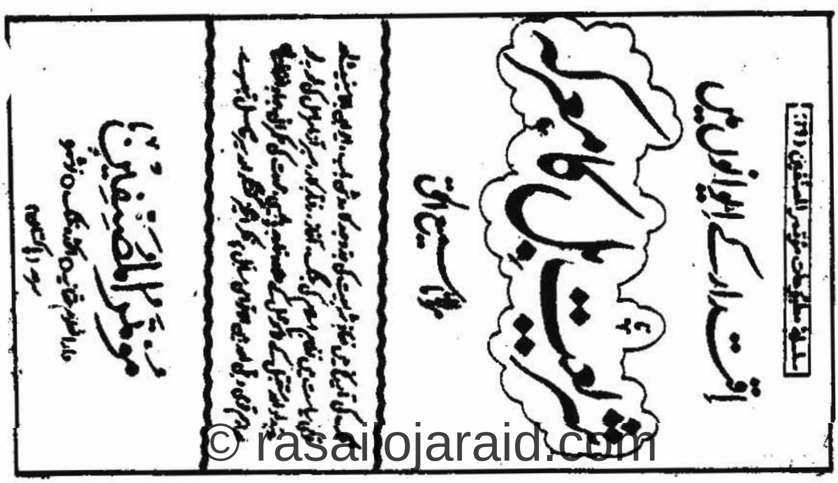

© rasailojaraid.com